امام ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمان دارمی

(۱۸۱ھ---۲۵۵ھ)

ملک عبدالرشید عراقی

(۱)

کتب حدیث میں سنن دارمی کو بہت اہمیت حاصل ہے اور یہ کتاب بہت زیادہ اہم اور مستند سمجھی جاتی ہے۔ صحاح ستہ کے بعد جن کتب حدیث کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اس میں سنن دارمی بھی شامل ہے۔ کچھ علمائے کرام نے اس کو مسند کے نام سے بھی یاد کیا ہے (تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوۃ ج ۱ ص ۶) لیکن ملا علی قاری (م ۱۰۱۴ھ) نے اسے وہم قرار دیا ہے (مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۱ ص ۲۳) حافظ ابن صلاح (م ۶۴۳ھ) بھی ان حضرات میں شامل ہیں جو سنن دارمی کو مسند خیال کرتے ہیں لیکن حافظ عراقی (م ۸۰۶ھ) نے ابن صلاح کے اس خیال کو وہم قرار دیا ہے (مقدمہ ابن صلاح ۴۲ زین الدین عراقی) اس لئے کہ مسند اس کتاب کو کہا جاتا ہے جس میں ہر صحابی کی روایات کو یکجا جمع کیا جائے اور سنن وہ کتاب کہلاتی ہے کہ جس میں احادیث فقہی ترتیب سے جمع کی جائیں۔

سنن دارمی کی ترتیب فقہی ابواب پر ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں کہ

واین کتاب بر خلاف اصطلاح محدثین مشهور بمند گشته حالانکه مرتب بر ابواب است نه بر صحابه پس باید که آنرا

سنن دارمی گوید(بستان المحدثین ص۴۳)
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م۱۰۵۲) سنن دارمی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

کتاب اواز احسن کتب حدیث است۔(اکمال شرح مشکوٰۃ ص۱۲)

اس کتاب کامقام حدیث کی کتابوں میں بہت ممتاز ہے۔

جمہور علمائے اسلام کے نزدیک صحاح ستہ کی چھٹی کتاب سنن ابن ماجہ ہے۔ جوامام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی (م۲۷۳ھ) کی تصنیف ہے۔ لیکن بعض علمائے کرام نے موطا امام مالک، اور سنن دارمی کو سنن ابن ماجہ کی جگہ رکھا ہے۔

حافظ علاؤالدین مغلطائی (م۷۶۳ھ) کی رائے یہ ہے کہ

"سنن دارمی صحت کے لحاظ سے سنن ابن ماجہ پر فوقیت رکھتی ہے۔ اس کی سندیں عالی، رجال ثقہ و قوی، رباعیات بکثرت اور شاذ و منکر روایات بہت کم ہیں۔ علاوہ ازیں امام دارمی کا زمانہ قدیم ہے۔ اور فضل و کمال کے لحاظ سے ان کا مرتبہ زیادہ ہے"۔(مقدمہ سنن دارمی ص۸)

علامہ جلال الدین سیوطی (م۹۱۱ھ) نے حافظ ابن حجر عسقلانی (م۸۵۳ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ

انہ لیس دون السنن فی المرتبۃ بل لوضمّ الی الخمسہ لکان اولی من ابن ماجۃ فانہ امثل منہ بکثیر۔(تدریب الراوی ص۱۰۲)

ابن ماجہ

سنن دارمی کا مرتبہ دیگر کتب سنن سے کم نہیں ہے۔ بلکہ اگر اسے پانچ کتابوں (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی) کے ساتھ ابن ماجہ کی جگہ لگا دیا جائے۔ تو یہ اس سے بہتر ہے کیونکہ یہ سنن ابن ماجہ سے بدرجہا فائق ہے۔

اور ملا علی قاری (م ۱۰۱۴ھ) نے بھی حافظ ابن حجر (م ۸۵۲ھ) کے حوالہ سے لکھا ہے۔

ینبغی ان یجعل مسند الدارمی سادساً للخمسة بدله فانه قلیل الرجال الضعفاء نادر الاحادیث المنکرة والشاذة وان کان فیه الاحادیث مرسلة موقوفة فهومع ذالک اولیٰ منه۔(مرقاة شرح مشکوٰة ج۱ ص۲۳)

مناسب یہ ہے کہ پانچ کتابوں کے ساتھ ملا کر چھٹی کتاب مسند دامی قرار دے دی جائے۔ کیونکہ اس میں ضعیف راوی کم ہیں او منکر و شاذ روایات بھی نادر ہیں۔ اور اگرچہ اس میں چند مرسل و موقوف حدیثیں بھی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود یہ سنن ابن ماجہ سے اولیٰ ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۰۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ

"بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ سنن دارمی اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ اس کو صحاح ستہ میں چھٹی کتاب کی جگہ دی جائے۔ اس لئے کہ اس میں ضعیف رجال بھی کم ہیں اور منکر و شاذ روایات اس میں بہت نادر ہیں۔ اور اس کی سندیں عالی ہیں اور اس میں بخاری سے بھی زیادہ ثلاثیات ہیں"۔(مقدمہ مشکوٰۃ ص ۷)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۱۷۶ھ) نے سنن دارمی کو کتب حدیث کے تیسرے درجہ میں شمار کیا ہے (حجۃ اللہ البلاغۃ ج ۱ ص ۱۰۷) سنن دارمی میں ۳۵ فصول (کتب) اور ۱۴۰۸ ابواب ہیں۔ اس کی ابتداء "باب ماکان

علیہ الناس قبل مبعث النبی ﷺ من الجہل والضلالۃ " سے ہوئی ہے۔ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ سنن دارمی کی سندیں عالی اور بلند پایہ ہیں(مقدمہ مشکوٰۃ ص۱۵، مقدمہ سنن دارمی ص۷) اس میں فقہی مسائل ومباحث بھی بیان کئے گئے ہیں اور احادیث کی طرح صحابہ وتابعین کے آثار وفتاویٰ بھی نقل کئے گئے ہیں بلکہ بعض ابواب میں صرف صحابہ وتابعین کے اقوال و آثار ہی درج کئے گئے ہیں(تذکرۃ المحدثین ج۱ص۱۹۶)۔

سنن دارمی امام ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمان (م۲۵۵ھ) کی تصنیف ہے۔ سنن دارمی کا قلمی نسخہ محررہ ۷۳۵ھ محی السنہ مولانا سید نواب صدیق حسن خاں (م۱۳۰۷ھ) نے ہی ۱۲۸۶ھ میں مکہ معظمہ میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م۱۱۷۶ھ) کے کتب خانہ سے نقل کیا تھا وہ اس کو اپنے ساتھ بھوپال لائے۔ اس نقل شدہ نسخہ کو مولانا عبدالرشید بن محمد شاہ کشمیری نے ۱۳۹۳ھ میں دو اور نسخوں کی مدد سے مطبع نظامی کان پور سے شائع کیا۔ شروع میں مولانا عبدالرشید صاحب نے ایک مقدمہ تحریر فرمایا۔ جس میں سنت وحدیث کی اہمیت، محدث کی عظمت، کتب حدیث کی اقسام اور امام دارمی کے حالات اور سنن دارمی کے مقام ومرتبہ پر تفصیل سے بحث کی ہے۔

سنن دارمی کے علاوہ امام دارمی کی اور بھی کتابیں ہیں مولانا سید احمد حسن دہلوی رحمہ اللہ (م۱۳۳۸ھ) تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوۃ میں لکھا ہے کہ

"امام دارمی نے فرقہ باطلہ جہمیہ کی تردید میں لکھی ہیں"۔ (تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوۃ ج۱ص۶)

اس کے علاوہ کتاب التفسیر اور کتاب الجامع بھی آپ کی کتابیں ہیں۔ کتاب الجامع

فقہی احکام سے متعلق ہے۔(تذکرۃ المحدثین ج ۱ص ۱۹۴)

امام دارمی اپنی سنن میں ۱۵ ایسی احادیث لائے ہیں جو حدیث کی اصطلاح میں "ثلاثیات" کہلاتی ہیں۔ ان حدیثوں کو علیحدہ کتابی صورت میں مرتب کیا گیا ہے اور ثلاثیات دارمی کے نام سے معروف ہے۔(کشف الظنون ج ۱ص ۳۵۵)

(۲)

امام ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمان دارمی کا شمار حفاظ حدیث میں ہوتا تھا۔ ائمہ فن، ارباب سیر اور تذکرہ نگاروں نے اعتراف کیا ہے کہ امام دارمی حفظ و ضبط، عدالت و ثقاہت، امانت و دیانت او رزہد و ورع میں ضرب المثل تھے۔ خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) کا بیان ہے کہ

"امام دارمی ان علمائے اسلام اور حفاظ حدیث میں سے تھے جو حدیث کے حفظ و ضبط کے لئے مشہور تھے"۔(تاریخ بغداد ج ۱۰ص ۲۹)

حافظ شمس الدین ذہبی (م ۷۴۸ھ) اور حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) نے بھی امام دارمی کے حفظ و ضبط کا اعتراف کیا ہے۔(تذکرۃ الحفاظ ذہبی ج ۲ ص ۱۱۶، تہذیب التہذیب ابن حجر ج ۵ ص ۲۹۵-۲۹۶) علامہ عبدالحی بن العماد الحنبلی (م ۱۰۸۹ھ) لکھتے ہیں کہ

"امام دارمی اپنے اہل زمانہ کے امام تھے"۔(شذرات الذہب ج ۲ص ۳۱۰)

خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) نے تاریخ بغداد میں ائمہ فن کے اقوال درج کئے ہیں۔ جنہوں نے امام دارمی کے علمی تبحر، حفظ و ضبط، عدالت و ثقاہت اور زہد و ورع کا اعتراف کیا ہے۔

امام ابو عبداللہ حاکم صاحب المستدرک (م ۴۰۵ھ) فرماتے ہیں کہ

"امام دارمی مشہور و برگزیدہ حفاظ حدیث میں سے تھے"۔

امام ابن حبان (م ۳۵۴ھ) فرماتے ہیں کہ

"امام دارمی کا شمار ان حفاظ حدیث میں ہوتا ہے کہ جنہوں نے حدیثیں حفظ و جمع کیں"۔

امام نووی (م ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ

"امام دارمی اپنے زمانہ کے ان مشہور حفاظ حدیث میں تھے۔ جن کے بہت کم لوگ فضل و کمال اور حفظ و ضبط میں، ہمسر تھے"۔ (تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۲۹)

علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) نے تدریب الراوی میں نقل کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل (م ۲۴۶ھ) کے صاحبزادے امام عبداللہ بن احمد نے حضرت امام احمد بن حنبل سے سوال کیا کہ ابا جان۔! حفاظ حدیث کون کون ہیں۔ تو آپ نے چند نوجوانان خراسان کا نام لیا۔ جن میں امام دارمی بھی شامل تھے (تدریب الراوی ص ۲۷۶-۲۷۷) اور یہ رائے ایک ماہر مستند اور ناقد فن کی رائے ہے۔

امام دارمی حدیث کی معرفت و تمیز میں بہت مشہور تھے اور اس میں ان کی واقفیت غیر معمولی تھی۔ حدیث میں ان کی نظر بڑی وسیع اور گہری تھی۔ اور علمائے فن ان کی معرفت و بصیرت کے معترف تھے (تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۳۱، ۳۲) حدیث کی خدمت و اشاعت اور حفاظت میں بھی امام دارمی کی خدمات نمایاں ہیں۔ آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے احادیث کے متعلق شکوک و شبہات و اعتراضات کا جواب دیا اور کذب و دروغ کی آمیزشوں سے حدیث کو پاک کر کے عوام و خواص کے دلوں میں حدیث کی عظمت و اہمیت اور رسول اللہ ﷺ کی محبت بٹھا دی۔ اس طرح انہوں نے مختلف شعبوں سے علم

احادیث و آثار کو فروغ بخشا۔ علمائے رجال نے لکھا ہے کہ

"امام دارمی کا شمار ان محدثین کی فہرست میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنے وطن سمرقند میں حدیث و سنت کا بول بالا کر کے لوگوں کو اس جانب مائل اور مخالفین حدیث کا قلع قمع کر دیا"۔ (خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال ص ۲۰۴)

امام دارمی کو دوسرے علوم اسلامیہ میں مکمل دستگاہ حاصل تھی۔ تفسیر اور فقہ میں بھی یگانہ روزگار تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ

"امام دارمی باکمال مفسر تھے اور بہت بڑے فقیہہ بھی تھے اور فقہ میں ان کے مجتہدانہ کمالات کا ثبوت ان کی سنن سے ملتا ہے"۔ (تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۹۵)

امام دارمی کو اللہ تعالیٰ نے فہم و فراست کا ملکہ عطا کیا تھا اور اس وصف میں آپ بہت مشہور تھے خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں کہ

وکان علی غایة العقل و نہایة الفضل۔ (تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۲۹)

یعنی وہ عاقل و فاضل شخص تھے۔

امام دارمی اپنی متانت اور دانشمندی میں بہت مشہور و معروف تھے۔ (تذکرة الحفاظ ج ۲ ص ۱۱۶)

امام دارمی اپنے علم و عمل، زہد و ورع اور تقویٰ و طہارت کے لحاظ سے بھی بہت بلند تھے۔ عبادت الٰہیٰ اور ذکر و اذکار میں بھی ان کا مرتبہ بہت بلند تھا اور ان اوصاف میں ان کو عظیم و برتر تسلیم کیا گیا ہے۔ (تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۲۹)

دنیاوی عیش و تنعم سے ان کو کوئی سروکار نہ تھا۔ قناعت اور سادگی سے

زندگی بسر کرتے تھے۔ خطیب بغدادی (م۴۶۳ھ) نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (م۲۴۶ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ امام صاحب فرماتے تھے کہ

"میرے سامنے کفر پیش کیا گیا تو میں نے اس کو ٹھکرا دیا۔ امام دارمی کے سامنے دنیا پیش کی گئی تو وہ اس کی جانب متوجہ اور مائل نہ ہوئے"۔(ایضاً ج ۱۰ ص۲۹)

دنیاوی جاہ و منصب سے بے نیازی کا یہ حال تھا کہ ان کو محکمہ قضا پیش کیا گیا تو آپ نے انکار کردیا۔ مگر حاکم وقت کی طرف سے اصرار کیا گیا تو قبول کرلیا مگر تھوڑے عرصہ بعد سبکدوش ہوگئے۔(تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص۱۱۶)

امام دارمی کسی امام کے مسلک سے وابستہ نہ تھے۔ بلکہ وہ عام محدثین کی طرح اور اپنے اجتہاد و تفقہ کے مطابق قرآن و حدیث کی پیروی کرتے تھے۔(تذکرۃ المحدثین ج ۱ ص ۱۹۳)

(۳)

امام ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمان دارمی ۱۸۱ھ خراسان کے شہر سمرقند میں پیدا ہوئے۔ یہی سال امام عبداللہ بن مبارک کی وفات کا سال ہے۔ قبیلہ تمیم کی شاخ دارم سے تعلق تھا۔ جس وجہ سے دارمی کہلاتے تھے۔(تہذیب التہذیب ج۵ ص ۲۹۴، کتاب الانساب ورق ۲۱۸) امام دارمی کو علمائے کرام کی ایک بہت بڑی جماعت سے استفادہ کا موقع ملا۔ حافظ شمس الدین ذہبی (م۷۴۸ھ) اور حافظ ابن حجر عسقلانی (م۸۵۲ھ) نے اپنی اپنی کتابوں میں امام دارمی کے اساتذہ و شیوخ کی فہرست دی ہے (امام نضر بن شمیل (م۲۰۳ھ) اور امام یزید بن ہارون (م۲۰۶ھ) آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ امام دارمی کے تلامذہ میں امام ابن ماجہ

(م۲۷۳ھ) کے علاوہ تمام ائمہ صحاح ستہ یعنی امام بخاری (م۲۵۶ھ) امام مسلم (م۲۶۱ھ) امام ابو داؤد (م۲۷۵ھ) امام ترمذی (م۲۷۹ھ) اور امام نسائی (م۳۰۳ھ) شامل ہیں۔ ان کے علاوہ قرطبہ کے مشہور محدث امام بقی بن مخلد (م۲۷۶ھ) بھی آپ کے شاگرد ہیں۔(تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص۱۰۵، تہذیب و التہذیب ج۵ ص ۲۹۴)

امام دارمی نے تحصیل حدیث کے لئے مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، خراسان، شام، عراق اور مصر کا سفر کیا اور ہر جگہ کے اساطین فن سے استفادہ کیا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ (م۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں کہ

صاحب رحلت و اسفارت اکثر بلاد اسلام راگشتہ و علم حدیث از بلدان بعیدہ جمع کردہ۔(بستان المحدثین ص۷۸)

اکثر بلاد اسلام کا سفر کیا اور دور دراز شہروں میں گشت کر کے علم حدیث کو جمع کیا۔

امام ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمان دارمی نے ۷۵ سال کی عمر میں اپنے وطن سمرقند میں ۸۔ذی الحجہ ۲۵۵ھ بروز پنجشنبہ عصر کے وقت انتقال کیا۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری (م۲۵۶ھ) کو جب آپ کے انتقال کی خبر ملی تو فرط غم سے سر جھکا لیا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور اس کے بعد یہ شعر زبان پر جاری ہو گیا۔

ان تبق تفجع بالا حبة کلهم
وفناء نفسک لا ابالک افجع

(مقدمہ سنن دارمی ص۶)

اگر تو زندہ رہے گا تو تمام دوستوں کی موت کا صدمہ تجھ ہی کو اٹھانا پڑے گا۔ لیکن خود تیری موت کا سانحہ ان سب سے زیادہ المناک ہے۔